سلسلہ :: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: چوبیسویں

رسالہ نمبر 4

۱۳۰۷ھ

الحقوق لطرح العقوق

نافرمانی کو ختم کرنے کے لئے حقوق کی تفصیل

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
الحقوق لطرح العقوق ۱۳۰۷ھ
(نافرمانی کو ختم کرنے کے لئے حقوق کی تفصیل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ، ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۱۵۸تا۱۶۱: ۱۲شعبان ۱۳۱۱ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں :

مسئلہ اولٰی:

پسر نے اپنے باپ کی نافرمانی اختیار کرکے کل جائداد پدر پر قبضہ کرلیااور باپ کے پاس واسطے اوقات بسری کے کچھ نہ چھوڑا بلکہ در پے تذلیل وتوہین پدر کے ہےاور اللہ جل شانہ، نے واسطے اطاعت پدر کے کلام اپنے میں فرمایا ہے، صورت ہذا میں اس نے خلاف فرمودہ خدا کیا وہ منکر حکم خدا ہوا یا نہیں؟ اور منکر کلام ربانی کے واسطے کیا حکم شرع شریف ہے؟ اور وہ کہاں تک گنہگار ہے؟ بیّنوا توجروا (بیان فرماؤ، اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

پسر مذکور فاسق فاجر مرتکب کبائر عاق ہےاور اسے سخت عذاب وغضب الٰہی کا استحقاق،

باپ کی نافرمانی اللہ جبار وقہار کی نافرمانی ہے اور باپ کی ناراضی اللہ جبار وقہار کی ناراضی ہے، آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کے جنت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اس کے دوزخ ہیں۔ جب تک باپ کو راضی نہ کرے گا اس کا کوئی فرض، کوئی نفل، کوئی عمل نیک اصلاً قبول نہ ہوگا، عذاب آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی سخت بلاء نازل ہوگی مرتے وقت معاذاللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

طاعۃ اللہ طاعۃ الوالد ومعصیۃ اللہ معصیۃ الوالد۔ رواہ الطبرانی[1] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اللہ کی اطاعت ہے والد کی اطاعت، اور اللہ کی معصیت ہے والد کی معصیت (طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رضا اللہ فی رضا الوالد وسخط اللہ فی سخط الوالد۔ رواہ الترمذی[2] وابن حبان فی صحیحہ والحاکم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے (ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ھما جنتک ونارک۔ رواہ ابن ماجۃ[3] عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ماں باپ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں (ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الوالد اوسط ابواب الجنۃ فان شئت فاضع ذٰلک الباب اواحفظہ۔ رواہ	والد جنت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تو چاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ

[1] المعجم الاوسط حدیث ۲۲۷۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۳ / ۱۳۴
[2] جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین امین کمپنی دہلی ۲ / ۱۲
[3] سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب بر الوالدین ایچ ایم سعید کمپنی دہلی ص ۲۶۹

الترمذی[4] فی صحیحه وابن ماجة وابن حبان عن ابی الدرداء رضی الله تعالٰی عنه۔	سے کھودے خواہ نگاہ رکھ (ترمذی نے اپنی صحیح میں اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابوالدرداء سے اسے روایت کیا۔ت)

پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثة لایدخلون الجنة العاق لوالدیه والدیوث و الرجلة من النساء[5]۔رواہ النسائی والبزار باسناد جید والحاکم عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما۔	تین اشخاص جنت میں نہ جائیں گے: ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور دیّوث اور وہ عورت کہ مردانی کرنے والا اور دیّوث اور وہ عورت کہ مردانی وضع بنائے۔ (نسائی اور بزار نے اسناد جید کے ساتھ اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

چھٹی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثة لایقبل الله عزوجل منهم صرفاولا عدلا عاق و منان ومکذب بقدر۔رواہ ابن ابی عاصم فی السنة[6] بسند حسن عن ابی امامة رضی الله تعالٰی عنه۔	تین شخصوں کا کوئی فرض ونفل اللہ تعالٰی قبول نہیں فرماتا: عاق اور صدقہ دے کر احسان جتانے والا اور ہر نیکی وبدی کو تقدیرِالٰہی سے نہ ماننے والا (ابن ابی عاصم نے السنۃ میں سند حسن کے ساتھ ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔(ت)

ساتویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کل الذنوب یؤخرمنها ماشاء الی یوم القیٰمة الاعقوق الوالدین فان الله یعجله لصاحبه فی الحیاة قبل الممات	سب گناہوں کی سزا اللہ تعالٰی چاہے تو قیامت کے لئے اٹھا رکھتا ہے مگرماں باپ کی نافرمانی کہ اس کی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے۔

---

[4] جامع الترمذی ابواب البر والصلة باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۲

[5] سنن النسائی کتاب الزکوٰۃ باب المنان بما اعطٰی نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۳۵۷، المستدرك للحاکم کتاب الایمان ثلاثة لایدخلون الجنة دار الفکر بیروت ۱/ ۷۲

[6] العلل المتناهیة باب ذکر القدر والقدریة حدیث ۲۳۹ دارنشر الکتب الاسلامیه ۱/ ۱۵۱، مجمع الزوائد باب ماجاء فیمن یکذب بالقدر دار الکتب العربی بیروت ۷/ ۲۰۶

رواہ الحاکم[7] والاصبھانی والطبرانی عن ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	(حاکم اور اصبہانی اور طبرانی نے ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

آٹھویں حدیث میں ہے: ایک جوان نزع میں تھا اسے کلمہ تلقین کرتے تھے، نہ کہا جاتا تھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا: کہہ لاالٰہ الا اللہ، عرض کی نہیں کہا جاتا، معلوم ہوا کہ ماں ناراض ہے، اسے راضی کیا تو کلمہ زبان سے نکلا۔ رواہ الامام احمد[8] والطبرانی عن عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ (امام احمد اور طبرانی نے عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

مگر ان امور سے وہ عاصی اور اس کا فعل مخالف حکم خدا ہوا، اس کا منکرِ خدا ہونا لازم نہیں آتا جب تک یہ نہ کہے کہ باپ کی اطاعت شرعًا ضروری نہیں یا معاذاللہ باپ کی توہین وتذلیل جائز ہے جو مطلقًا بلاتاویل ایسا اعتقاد رکھتا ہو وہ بے شک منکر الٰہی ہوگا اور اس پر صریح الزام کفر، والعیاذ باللہ تعالٰی، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ثانیہ:

سوتی مادر پر تہمت بد طرح طرح کی لگائے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور سوتیلی مادر کا حق پسر علاتی پر ہے یا نہیں؟

الجواب:

حقوق تو مسلمان پر ہر مسلمان رکھتا ہے اور کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرام قطعی ہے خصوصًا معاذاللہ اگر تہمت زنا ہو، جس پر قرآن عظیم نے فرمایا:

"یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنۡ تَعُوۡدُوۡا لِمِثۡلِہٖۤ اَبَدًا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۷﴾ۚ"[9]	اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسانہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

[7] المستدرک للحاکم کتاب البر والصلۃ باب کل الذنوب یؤخر اللہ ماشاء منہا دارالفکر بیروت ۴ /۱۵۶، کنزالعمال حدیث ۴۵۵۴۵ بیروت و الدرالمنثور تحت آیات ۱۷ /۲۴، ۲۳و ۴ /۱۷۴

[8] شعب ف الایمان حدیث ۷۸۹۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶ /۱۹۸

ف: تلاش کے باوجود احمد وطبرانی سے ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں مل سکی شعب الایمان میں انہی الفاظ سے ملاحظہ ہو۔

[9] القرآن الکریم ۲۴/۱۷

تہمت زنا لگانے والے کو اسی کوڑے لگتے ہیں اور ہمیشہ کو اس کی گواہی مردود ہوتی ہے اللہ تعالٰی نے اس کا نام فاسق رکھا، یہ سب احکام ہر مسلمان کے معاملے میں ہیں اگرچہ اس سے کوئی رشتہ علاقہ اصلًا نہ ہو، اور سوتیلی ماں تو ایک عظیم وخاص علاقہ اس کے باپ سے رکھتی ہے جس کے باعث اس کی تعظیم وحرمت اس پر بلاشبہ لازم، اسی حرمت کے باعث رب العزت جل وعلا نے اسے حقیقی ماں کی مثل حرام ابدی کیا۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان ابرالبر صلۃ الرجل اھل ودابیہ۔ رواہ مسلم[10] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	بیشک سب نکوکاریوں سے بڑھ کر نکوکاری یہ ہے کہ فرزند اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے (مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے **ماں باپ کے ساتھ نکوکاری** کے طریقوں میں یہ بھی شمار فرمایا:

واکرم صدیقھما۔ ابوداؤد[11] ابن ماجۃ وابن حبان فی صحاحھم عن مالك بن ربیعۃ الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ان کے دوست کی عزت کرنا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں مالک بن ربیعۃ الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

باپ کے دوستوں کی نسبت یہ احکام تو اس کی ناموس کی منکوحہ اس کی تعظیم وتکریم کیوں نہ احق وآکد ہوگی خصوصًا جبکہ اس کی ناراضی میں باپ کی ناراضی اللہ تعالٰی کی ناراضی ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ثالثہ:

اولاد پر حق پدر زیادہ ہے یا حق مادر؟ بیّنوا توجروا (بیان فرماؤ، اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

اولاد پر ماں باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم، قال اللہ تعالٰی:

[10] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۴

[11] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۴۴، سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب صل من کان ابوك یصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۹

"وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسٰنًاؕ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْہُ كُرْهًاؕ وَحَمْلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًاؕ "[12]	آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی،اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف سے،اور اسے جنا تکلیف سے،او اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھُٹنا تیس مہینے میں ہے۔

اس آیہ کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کرکے گنا اور اس کی ان سختیوں اور تکلیفوں کو جو اسے حمل وولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کا حق بہت اشد واعظم ہوگیا شمار فرمایا اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

"وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِۚ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَؕ "[13]	تاکید کی ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے حق میں کہ پیٹ میں رکھا اسے اس کی ماں نے سختی پر سختی اٹھاکر،اور اس کا دودھ چھُٹنا دو برس میں ہے،یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی نہایت نہ رکھی کہ انہیں اپنے حق جلیل کے ساتھ شمار کیا،فرماتا ہے: شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا،اللہ اکبر اللہ اکبر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم،یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے،ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں:

سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ای الناس اعظم حقا علی المرأۃ قال زوجھا قلت فای الناس اعظم حقا علی الرجل قال امہ۔رواہ البزار بسند حسن والحاکم[14]۔	یعنی میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے،فرمایا شوہر کا،میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے،فرمایا اس کی ماں کا،(بزار نے بسند حسن اور حاکم نے اسے روایت کیا۔ت)

[12] القرآن الکریم ۴۶/ ۱۵

[13] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴

[14] المستدرك للحاکم کتاب البر والصلۃ اعظم الناس حقا علی الرجل امہ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۷۵

ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

جاء رجل الی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فقال یارسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم من احق الناس بحسن صحابتی قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال ابوک۔ رواه الشیخان[15] فی صحیحهما۔	ایک شخص نے خدمت اقدس حضور پر نور صلوات اللہ وسلامہ علیہ میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ سب سے زیادہ کون اس کا مستحق ہے کہ میں اس کے ساتھ نیک رفاقت کروں، فرمایا تیری ماں، عرض کی پھر، فرمایا تیرا باپ۔ (امام بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اسے روایت کیا۔ت)

تیسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اوصی الرجل بامه اوصی الرجل بامه اوصی الرجل بامه اوصی الرجل بابیه۔ رواه الامام احمد وابن ماجة والحاکم والبیهقی فی السنن[16] عن ابی سلامة۔	میں ایک آدمی کو وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں، وصیت کرتا ہوں اس کے باپ کے حق میں۔ (امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے سنن میں ابی سلامہ سے اسے روایت کیا۔ت)

مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیل مادر نہیں تو باپ کو پچیس ۲۵ دے ماں کو پچھتر ۷۵، یاماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو، یادونوں سفر سے آئے ہیں پہلے

---

[15] صحیح البخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبة قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۸۳، صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب بر الوالدین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۳۱۲

[16] مسند احمد بن حنبل حدیث خداش ابی سلامه المکتب الاسلامی بیروت ۴ /۳۱۱، سنن ابن ماجه ابواب الادب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۸، المستدرك للحاکم کتاب البر والصلة باب بر امك دار الفکر بیروت ۴ /۱۵۰، السنن الکبرٰی کتاب الزکوٰة باب الاختیار فی صدقة التطوع دار صادر بیروت ۴ /۱۷۹

ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے، وعلٰی ہذا القیاس، نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دے کر معاذاللہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اس پر کسی طرح درشتی کرے یا اسے جواب دے یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے، یہ سب باتیں حرام اور اللہ عزوجل کی معصیت ہیں، نہ ماں کی اطاعت ہے نہ باپ کی، تو اسے ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں، وہ دونوں اس کی جنت ونار ہیں، جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا والعیاذ باللہ، معصیت خالق میں کسی کی اطاعت نہیں، اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے، ہونے دے اور ہرگز نہ مانے، ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں، ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابل لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالٰی کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے ہیں، اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم وآقا ہے، عالمگیری میں ہے:

اذا تعذر علیه جمع مراعاۃ حق الوالدین بان یتأذی احدھما بمراعاۃ الاٰخر یرجح حق الاب فیما یرجع الی التعظیم والاحترام وحق الام فیما یرجع الی الخدمۃ والانعام وعن علاء الائمۃ الحمامی قال مشائخنا رحمھم اللہ تعالٰی الاب یقدم علی الام فی الاحترام والام فی الخدمۃ حتی لو دخلا علیه فی البیت یقوم للاب ولو سألا منه ماء ولم یاخذ من یدہ احدھما فیبدأ بالام کذا فی القنیۃ[17]. واللہ سبحٰنه	جب آدمی کے لئے والدین میں سے ہر ایک کے حق کی رعایت مشکل ہوجائے مثلاً ایک کی رعایت سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے تو تعظیم واحترام میں والد کے حق کی رعایت کرے اور خدمت میں والدہ کے حق کی۔ علامہ حمامی نے فرمایا ہمارے امام فرماتے ہیں کہ احترام میں باپ مقدم ہے اور خدمت میں والدہ مقدم ہوگی حتی کہ اگر گھر میں دونوں اس کے پاس آئے ہیں تو باپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو، اور اگر دونوں نے اس سے پانی مانگا اور کسی نے اس کے ہاتھ سے پانی نہیں پکڑا تو پہلے والدہ کو پیش کرے، اسی طرح قنیہ میں ہے۔ واللہ سبحٰنه

[17] فتاوٰی ہندیہ ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب السادس والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۵

وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔	وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔(ت)

مسئلہ رابعہ:

مابین زن وشوہر حق زیادہ کس کا ہے اور کہاں تک؟

الجواب:

زن وشوہر میں ہر ایک کے دوسرے پر حقوق کثیرہ واجب ہیں ان میں جو بجانہ لائے گا اپنے گناہ میں گرفتار ہوگا، اگر ایک ادائے حق نہ کرے تو دوسرا اسے دستاویز بنا کر اس کے حق کو ساقط نہیں کرسکتا مگر وہ حقوق کہ دوسرے کے کسی حق پر مبنی ہوں اگر یہ اس کا ایسا حق ترک کرے وہ دوسرا اس کے یہ حقوق کہ اس پر مبنی تھے ترک کرسکتا ہے جیسے عورت کا نان ونفقہ کہ شوہر کے یہاں پابند رہنے کا بدلہ ہے، اگر ناحق اس کے یہاں سے چلی جائے گی جب تک واپس نہ آئے گی کچھ نہ پائے گی، غرض واجب ہونے مطالبہ ہونے، بے وجہ شرعی ادا نہ کرنے سے گنہگار ہونے میں تو حقوق زن وشوہر برابر ہیں ہاں شوہر کے حقوق عورت پر بکثرت ہیں اور اس پر وجوب بھی اشد وآکد، ہم اس پر حدیث لکھ چکے کہ عورت پر سب سے بڑا حق شوہر کا ہے یعنی ماں باپ سے بھی زیادہ، اور مرد پر سب سے بڑا حق ماں کا ہے یعنی زوجہ کا حق اس سے بلکہ باپ سے بھی کم، ذٰلك بما فضل اللہ بعضھم علی بعض (یہ اللہ تعالٰی کا بعض پر بعض کا فضل ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۶۲:　　مسئولہ منشی شوکت علی صاحب فاروقی　　۱۴ ربیع الآخر ۱۳۲۰ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالٰی اندریں مسئلہ (آپ پر اللہ تعالٰی کی رحمت ہو، اس مسئلہ کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے۔ت) کہ بعد فوت ہوجانے والدین کے اولاد پر کیا حق والدین کا رہتا ہے؟ **بیّنوا بالکتاب توجروا بالثواب۔**

الجواب:

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازے کی تجہیز، غسل وکفن ونماز ودفن ہے اور ان کاموں میں سنن ومستحبات کی رعایت جس سے ان کے لئے ہر خوبی وبرکت ورحمت ووسعت کی امید ہو۔

(۲) ان کے لئے دعاواستغفار ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ وخیرات واعمال صالحہ کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا، حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھنا، اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ ان سب کو ثواب

پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہو گی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا میں حد درجہ کی جلدی و کوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھنا، آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اس کی ادا میں امداد لینا۔

(۵) ان پر کوئی فرض رہ گیا تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجالانا، حج نہ کیا ہو تو ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا، زکوۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا تو اسے ادا کرنا، نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا وعلٰی ہذا القیاس ہر طرح ان کی برات ذمہ میں جد و جہد کرنا۔

(۶) انہوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو اگرچہ اپنے نفس پر بار ہو مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لئے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشخبری پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

(۷) ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کرے گا تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو نہیں ان کی قسم کا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسے ہی پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لئے جانا، وہاں یٰس شریف پڑھنا ایسی آواز سے کہ وہ سنیں اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا، راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام وفاتحہ نہ گزرنا۔

(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا۔

(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ ان کا اعزاز و اکرام رکھنا۔

(۱۱) کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔

(۱۲) سب میں سخت تر وعام تر ومدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کرکے انہیں قبر میں ایذا نہ پہنچانا، اس کے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے، نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے چمکتا اور دمکتا ہے، اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور ان کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے، ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ انہیں قبر میں بھی رنج پہنچائے۔

اللہ غفور رحیم عزیز کریم جل جلالہ صدقہ اپنے رؤف رحیم علیہ وعلٰی آلہ افضل والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے گناہوں سے بچائے، ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور وسرور پہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز، وہ غنی ہے ہم محتاج، **وحسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولٰی ونعم النصیر ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم ،وصلی اللہ تعالٰی علی الشفیع علی الرفیع العفو الکریم الرؤف الرحیم سیّدنا محمّد واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین اٰمین والحمدللہ ربّ العٰلمین۔**

اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حقوق استخراج کئے ان میں سے بعض بقدر کفایت ذکر کروں:

حدیث ۱: کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ! ماں باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجالاؤں۔ فرمایا:

نعم اربعۃ الصلاۃ علیہما والاستغفار لہما وانفاذ عہدہما من بعدہما واکرام صدیقہما وصلۃ الرحم التی لارحم لك الا من قبلہما فھذا الذی بقی من برھما بعد موتہما۔ رواہ ابن النجار[18] عن ابی اسید الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ مع القصۃ،ورواہ البیہقی[19] فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایبقی للولد من برالوالد الا اربع الصلوۃ علیہ والدعاء لہ وانفاذ عہدہ من بعدہ وصلۃ رحمہ واکرام صدیقہ۔	ہاں چار باتیں ہیں: ان پر نماز، اوران کے لئے دعاء مغفرت، اور ان کی وصیت نافذ کرنا، اور ان کے دوستوں کی بزرگ داشت، اور جو رشتہ صرف انہیں کی جانب سے ہو نیک برتاؤ سے اس کا قائم رکھنا، یہ وہ نکوئی ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے (ابن نجار نے ابی اسید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مع قصہ کے روایت کیا۔ اور بیہقی نے اپنی سنن میں انہیں روایت کیا، اور بیہقی نے اپنی سنن میں انہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے: والد کے ساتھ نیکی کی چار باتیں ہیں: اس پر نماز پڑھنا اور اس کے لئے دعامغفرت کرنا، اس کی وصیت نافذ کرنا، اس کے رشتہ داروں سے نیک برتاؤ کرنا، اس کے دوستوں کا احترام کرنا۔ ت)

[18] کنزالعمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۴۵۹۳۴ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۵۷۹

[19] السنن الکبرٰی کتاب الجنائز باب مالا یستحب لولی المیت الخ دار صادر بیروت ۴ /۶۱ و ۶۲

حدیث ۲: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

استغفار الولد لابیه من بعد الموت من البر۔ رواہ ابن النجار [20] عن ابی اسید بن مالك بن زرارۃ رضی اللہ تعالٰی عنه۔	ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے بعد ان کے لئے دعاء مغفرت کرے (ابن النجار نے ابی اسید بن مالک بن زرارہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۳: کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا ترك العبد الدعاء للوالدین فانه ینقطع عنه الرزق۔ رواہ الطبرانی [21] فی التاریخ والدیلمی عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنه۔	آدمی جب ماں باپ کے لئے دعا چھوڑ دیتا ہے اس کا رزق قطع ہو جاتا ہے (طبرانی نے تاریخ میں اور دیلمی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۴ و ۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا تصدق احدکم بصدقة تطوعا فلیجعلها عن ابویه فیکون لهما اجرها ولاینقص من اجرہ شیئا۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط [22] وابن عساکر [23] عن عبداللہ بن عمر ورضی اللہ تعالٰی عنهما ونحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس [24] عن معٰویة ابن حیدة القشیری رضی اللہ تعالٰی عنه۔	جب تم سے کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہئے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے ثواب میں سے کچھ نہ گھٹے گا (اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا اور ایسے ہی دیلمی نے مسند الفردوس میں معاویہ ابن حیدہ قشیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

[20] کنزالعمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۴۵۴۴۹ موسسة الرسالة بیروت ۱۶ / ۴۶۳

[21] کنزالعمال الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس حدیث ۴۵۵۵۶ موسسة الرسالة بیروت ۱۶ / ۴۸۲

[22] المعجم الاوسط حدیث ۷۹۴۶ مکتبة المعارف ریاض ۷ / ۴۷۹

[23] الجامع الصغیر بحوالہ ابن عساکر حدیث ۷۹۴۳ دار الکتب العلمیه بیروت ۲ / ۴۸۵

[24] الفردوس بماثور الخطاب عن معاویه بن حیدة حدیث ۶۳۴۲ دار الکتب العلمیه بیروت ۴ / ۱۰۹

حدیث۶: کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے ماں باپ کے ساتھ زندگی میں نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مرگئے ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے؟ فرمایا:

ان من البربعد الموت ان تصلی لهما مع صلٰوتك وتصوم لهما مع صیامک۔ رواه الدارقطنی [25]۔	بعد مرگ نیک سلوک سے یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھے (اسے دارقطنی نے روایت کیا۔ ت)

یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لئے کچھ نفلی نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز ان کی طرف کہ انہیں ثواب پہنچائے یا نماز روزہ جو نیک عمل کرے ساتھ ہی انہیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کرلے کہ انہیں ثواب ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا،

کما یدل علیه لفظ "مع" انه یحتمل لوجهین بل هذا الصق بالمعیة۔	جیسا کہ لفظ "مع" اس پر دال ہے کیونکہ اس میں مذکورہ دونوں احتمال ہیں بلکہ آخری وجہ معیت کو زیادہ مناسب ہے۔ (ت)

محیط پھر تاتارخانیہ پھر ردالمحتار میں ہے:

الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانها تصل الیهم ولاینقص من اجره شیئ [26]۔	جو شخص نفلی صدقہ دے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ تمام ایمان والوں کی نیت کرے کیونکہ انہیں بھی ثواب پہنچے گا اور اس کا ثواب بھی کم نہ ہوگا۔ ت)

حدیث۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من حجّ عن والدیه اوقضی عنهما مغرما بعثه الله یوم القیٰمة مع الابرار۔ رواه الطبرانی [27] فی الاوسط و الدارقطنی [28] فی	جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے روزِ قیامت نیکوں کے ساتھ اُٹھے (اسے طبرانی نے اوسط میں اور دارقطنی نے

[25] ردالمحتار بحوالہ الدارقطنی کتاب الحج باب الحج عن الغیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۳۷

[26] ردالمحتار بحوالہ الدارقطنی کتاب الحج باب الحج عن الغیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۳۶

[27] المعجم الاوسط حدیث ۷۷۹۶ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/ ۳۹۳

[28] سنن الدارقطنی کتاب الحج باب المواقیت حدیث ۱۱۰ نشر السنۃ ملتان ۲/ ۲۶۰

السنن عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۸: امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر اسی ہزار قرض تھے وقت وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بلاکر فرمایا:

بع فیھا اموال عمر فان وفت والا فسل بنی عدی فان وفت والا فسل قریشا ولا تعدھم۔	میرے دین (قرض) میں اول تو میرا مال بیچنا اگر کافی ہوجائے فبہا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا۔

پھر صاحبزادہ موصوف سے فرمایا: اضمنھا تم میرے قرض کی ضمانت کرلو، وہ ضامن ہوگئے اور امیر المؤمنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین وانصار و گواہ کرلیا کہ وہ اسی ہزار مجھ پر ہیں، ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرما دیا۔ رواہ ابن سعد فی الطبقات[29] عن عثمان بن عروۃ (اسے ابن سعد نے طبقات میں عثمان بن عروہ سے روایت کیا۔ ت)

حدیث ۹: قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالٰی عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادانہ کرسکیں اور ان کا انتقال ہوگیا کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں، فرمایا:

حجی عنھا ارأیت لوکان علی امك دین اکنت قاضیته اقضوا اللہ فاللہ احق بالوفاء۔ رواہ البخاری [30] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	ہاں اس کی طرف سے حج کر، بھلا تو دیکھ تو تیری ماں پر اگر دَین ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں؟ یونہی خدا کا دَین ادا کرو کہ وہ زیادہ حق ادا رکھتا ہے (اسے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۰: فرماتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا حج الرجل عن والدیه	انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے

---

[29] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت ۳ /۳۵۸

[30] صحیح البخاری ابواب العمرۃ باب الحج والنذر عن المیت قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۲۵۰، صحیح البخاری کتاب الاعتصام باب شبّہ اصلاً معلومًا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۰۸۸

تقبل منه ومنهما واستبشرت ارواحهما فی السماء وکتب عند الله برا۔ رواه الدار قطنی[31] عن زید بن ارقم رضی الله تعالٰی عنه۔	وہ حج اس کی اور اس کے والدین کی طرف سے قبول کیاجاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں، اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھاجاتا ہے (اسے دارقطنی نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۱: کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من حج عن ابیه وامه فقد قضی عنه حجته فکان له فضل عشر حجج۔ رواه الدارقطنی[32] عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالٰی عنهما۔	جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج اداہو جائے اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے۔ (دارقطنی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من حج عن والدیه بعد وفاتهما کتب له عتقا من النار وکان للمحجوج عنهما اجر حجة تامة من غیران ینقص من اجورهما شیئا۔ رواه الاصبهانی فی الترغیب والبیهقی فی الشعب[33] عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما۔	جو اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کرے اللہ تعالٰی اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے واسطے پورے حج کاثواب ہو جس میں اصلاً کمی نہ ہو۔ (اسے اصبہانی نے ترغیب میں اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۳: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

[31] سنن الدارقطنی کتاب الحج باب المواقیت حدیث ۱۰۹ نشر السنة ملتان ۲ /۲۶۰

[32] سنن الدارقطنی کتاب الحج باب المواقیت حدیث ۱۱۲ نشر السنة ملتان ۲ /۲۶۰

[33] شعب الایمان حدیث ۷۹۱۲ دار الکتب العلمیة بیروت ۶ /۲۰۵

من بر قسمهما وقضی دینهما ولم یستسب لهما کتب بارا وان کان عاقا فی حیاته ومن لم یبر قسمهما ولم یقض دینهما واستسب لهما کتب عاقا وان کان بارا فی حیاتهما۔ رواه الطبرانی فی الاوسط[34] عن عبدالرحمٰن بن سمرة رضی الله تعالٰی عنه۔	جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد ان کی قسم سچی کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر انہیں برا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نکوکار لکھا جاتا ہے اگرچہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو ان کی قسم پوری نہ کرے اور ان کا قرض نہ اتارے اوروں کے والدین کو برا کہہ کر انہیں برا کہلوائے وہ عاق لکھاجائے اگرچہ ان کی حیات میں نکوکار تھا (اسے طبرانی نے اوسط میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۴: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من زار قبر والدیه اواحدهما فی کل یوم جمعة مرة غفر الله له وکتب برا۔ رواه الامام الترمذی العارف بالله الحکیم فی نوادر الاصول[35] عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنهما۔	جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر ہر جمعہ کے دن زیارت کو حاضر ہو اللہ تعالٰی اس کے گناہ بخش دے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے (الامام الحکیم عارف باللہ ترمذی نے نوادر الاصول میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۵: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من زار قبر ابویه اواحدهما یوم الجمعة فقرأ عنده یٰس غفر له۔ رواه ابن عدی[36] عن الصدیق الاکبر رضی الله تعالٰی عنه وفی لفظ من زار قبر والدیه اواحدهما فی کل جمعة فقرأ عنده یٰس غفر الله له بعدد کل حرف منها۔ رواه هو والخلیلی	جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اس کے پاس یٰس پڑھے بخش دیا جائے (اسے عدی نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ اور دیگر الفاظ میں۔ت) جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی زیارت قبر کرکے وہاں یٰس پڑھے یٰس شریف میں جتنے حرف ہیں ان سب کی

[34] المعجم الاوسط حدیث ۵۸۱۵ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۳۸۴
[35] نوادر الاوصول للترمذی الاصل الخامس عشر دار صادر بیروت ص ۲۴
[36] الکامل لابن عدی ترجمہ عمر بن زیاد بن عبدالرحمان بن ثوبان دار الفکر بیروت ۵/ ۱۸۰۱

وابو شیخ والدیلمی [37] وابن النجار والرافعی وغیرھم عن ام المؤمنین الصدیقۃ عن ابیھا الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالٰی عنھما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	گنتی کے برابر اللہ تعالٰی اس کے لئے مغفرت فرمائے (اسے روایت کیا ترمذی، الخلیلی اور ابو شیخ اور دیلمی اور ابن نجار اور رافعی وغیر ھم نے ام المومنین صدیقہ سے انہوں نے اپنے والد گرامی صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے۔ت)

حدیث ۱۶: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من زار قبر ابویہ اواحدھما احتسابا کان کعدل حجۃ مبرورۃ ومن کان زوارا لھما زارت الملئکۃ قبرہ۔ رواہ الامام الترمذی [38] الحکیم وابن عدی [39] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے، اور جو بکثرت ان کی زیارت قبر کیا کرتا ہو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں (حکیم ترمذی اور ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسند خود محمد ابن العباس وراق سے روایت فرماتے ہیں ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو گیا راہ میں باپ کا انتقال ہوگیا وہ جنگل درختان مقل یعنی گوگل کے پیڑوں کا تھا ان کے نیچے دفن کرکے بیٹا جہاں جانا تھا چلا گیا جب پلٹ کر آیا اس منزل میں رات کو پہنچا باپ کی قبر پر نہ گیا تو ناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے:

رأیتك تطوی الدوم لیلا ولاتری　　　علیك باھل الدوم ان تتکلما

وبالدوم ثاو لو ثویت مکانہ　　　فمر باھل الدوم عاج فسلما [40]

(میں نے تجھے دیکھا کہ تورات میں اس جنگل کو طے کرتا ہے اور وہ جوان پیڑوں میں ہے

[37] اتحاف السادۃ للمتقین بحوالہ ابی الشیخ وغیرہ بیان زیارۃ القبور والدعاء للمیت دار الفکر بیروت ۱۰/ ۳۶۳

[38] نوادر الاصول للترمذی الاصل الخامس عشر دار صادر بیروت ص ۲۴

[39] الکامل لابن عدی ترجمہ حفص بن سلمہ الخ دار الفکر بیروت ۲/ ۸۰۱

[40] شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایات باب زیارۃ القبور علم الموتی خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص ۹۱

اس سے کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر اس کی جگہ تو ہوتا اور وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری قبر پر سلام کرتا۔ت)

حدیث ۱۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من احب ان یصل اباہ فی قبرہ فلیصل اخوان ابیہ من بعدہ۔رواہ ابو یعلٰی[41] وابن حبان عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اس کے عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے (ابو یعلٰی وابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۸: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من البر ان تصل صدیق ابیک،رواہ الطبرانی[42] فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	باپ کے ساتھ نیکوکاری سے ہے یہ کہ تو اس کے دوست سے اچھا برتاؤ کرے۔(طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا۔ت)

حدیث ۱۹: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان البر ان یصل الرجل اھل ود ابیہ بعد ان یولی الاب۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری فی الادب المفرد و مسلم[43] فی صحیحہ وابوداؤد والترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	بے شک باپ کے ساتھ سب نکوکاریوں سے بڑھ کر یہ نکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پر نباہے (اسے ائمہ کرام احمد اور بخاری نے ادب المفرد میں اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۲۰: کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

احفظ ودّ ابیک لاتقطعہ فیطفیٔ اللہ	اپنے ماں باپ کی دوستی پر نگاہ رکھ اسے قطع

[41] مسند ابو یعلٰی حدیث ۵۶۴۳ مؤسسۃ علوم القرآن بیروت ۵ /۲۶۰

[42] المعجم الاوسط حدیث ۷۲۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۸ /۱۴۹

[43] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۳۱۴، کنز العمال بحوالہ حم خذم ،د،ت حدیث ۴۵۴۶۲ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶ /۴۶۵

نورک۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی الاوسط[44] والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	نہ کرنا کہ اللہ تعالٰی نور تیرا بجھادے گا (اسے بخاری نے ادب المفرد میں اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

حدیث۲۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی اللہ تعالٰی وتعرض علی الانبیاء وعلی الاباء والامھات یوم الجمعۃ فیفرحون بحسناتھم ویزدادون وجوھھم بیضاء ونزھۃ فاتقوا اللہ ولا توذوا موتاکم۔ رواہ الامام الحکیم[45] عن والد عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ہر دوشنبہ وپنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلٰوۃ والتسلیم اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعہ کو، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی وتابش بڑھ جاتی ہے، تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ (اسے امام حکیم نے اپنے والد عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برآ ہو وہ اس کے حیات ووجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی ودنیوی پائے گا سب انہیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہر نعمت وکمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہوسکتا نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں، اس کے آرام کے لئے ان کی تکلیفیں خصوصًا پیٹ میں رکھنے، پیدا ہونے میں، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں، ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے، خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لئے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سائے اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں، ولہذا قرآن عظیم میں اللہ جل جلالہ، نے اپنے حق کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا کہ "اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ"[46] حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

---

[44] المعجم الاوسط حدیث ۸۶۲۸ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/ ۲۸۸، کنزالعمال بحوالہ خد. طس. ھب عن ابن عباس حدیث ۴۵۴۶۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۴۶۴

[45] نوادر الاصول للترمذی الاصل السابع والستون والمائۃ الخ دارصادر بیروت ص ۲۱۳

[46] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۴

حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا میں ۶ میل تک اپنی ماں کو گردن پر سوار کرکے لے گیا ہوں کیا میں اب اس کے حق سے بری ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لعلہ ان یکون بطلقۃ واحدۃ۔رواہ الطبرانی[47] فی الاوسط عن بریدۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہوسکے (اسے طبرانی نے اوسط میں بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اللہ عزوجل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے اٰمین اٰمین برحمتك یاارحم الراحمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیّدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین والحمدللہ ربّ العٰلمین۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

[47] کنزالعمال بحوالہ طس عن بریدہ حدیث ۴۵۵۰۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۴۷۳، مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الصغیر کتاب البروالصلۃ باب ماجاء فی البر وحق الوالدین دارالکتب ۸/ ۱۳۷